۲۷

دیوانہ وار دعوت الی اللہ میں لگ جاؤ

(فرمودہ ۲۲۔نومبر ۱۹۲۹ء)

تشہّد' تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو متواتر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کی طرف توجہ کریں اور اپنے اپنے علاقوں اور حلقہ اثر میں سلسلہ کی اشاعت کریں لیکن افسوس کہ ابھی تک جماعت نے اس طرف اس حد تک توجہ نہیں کی جس حد تک کہ ضروری ہے۔ وہ کام کہ جسے کروڑوں آدمی نہیں کر سکتے' وہ کام جسے کرنے سے حکومتیں قاصر رہا کرتی ہیں' وہ کام جس کو کرنے کے لئے روپیہ کی طاقت عاجز آ جایا کرتی ہے اس کام کو کوئی کمزور اور قلیل جماعت آرام سے بیٹھ کر کبھی نہیں کر سکتی۔

دنیا کے اندر مختلف رنگ کی بڑائیاں ہوتی ہیں بعض بڑائیاں تو ایسی ہوتی ہیں جن کا دعویٰ کرنے والوں کا مقابلہ لوگ نہیں کرتے۔ وہ اس بڑائی کے دعویدار کو یا تو چشم پوشی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا اُس کا دعویٰ قبول کر لیتے ہیں۔ مگر ایسے دعویداروں کے متعلق بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں ان کا ماننا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پھر بعض لوگ نیشنل لیڈر ہوتے ہیں ان کی قوم ان کو تسلیم کر لیتی ہے کیونکہ اُن کے اغراض و مقاصد متحد ہوتے ہیں اور اتحادِ اغراض کی وجہ سے اُس قوم کے تمام افراد ایک ہاتھ پر جمع ہو جاتے ہیں مگر اس کے لئے بھی وقت چاہئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ بالکل جُدا ہے۔ ان کے متعلق دنیا کے اغراض و مقاصد متحد نہیں کیونکہ وہ کسی ایک ملک یا قوم کے لئے نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی خاص ملک

کے لئے ہوتے تو شاید اس ملک کی سیاسی تحریکات ان کی مؤید ہوتیں اور لوگ انہیں مان لیتے لیکن وہ اتنے وسیع عالَم کے لئے ہیں جس میں ہر قوم دوسری سے لڑ رہی ہے۔ پھر جو شخص ساری دنیا کی طرف آتا ہے وہ کسی خاص قوم کا نیشنل لیڈر بھی نہیں بن سکتا کیونکہ وہ اگر ایک قوم کا لیڈر ہو جائے تو دوسری علیحدہ رہ جاتی ہے اس لئے جو شخص ساری دنیا کی طرف مبعوث ہو وہ کبھی ایسا مقصد پیشِ نظر نہیں رکھ سکتا جو کسی خاص ملک کے لئے ہو اس لئے اس کا دعویٰ کسی خاص ملک کو اپیل نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایک زمانہ میں گاندھی جی نے اعلان کیا تھا کہ میں اتنے عرصے تک ہندوستان کو سَوَراج دلا دوں گا۔ ایسی بات ایسے ہی منہ سے نکل سکتی ہے جو اپنے آپ کو ہندوستان سے وابستہ سمجھے لیکن اگر اس کی وابستگی سارے عالَم سے ہو تو وہ کبھی صرف ہندوستان کو سَوَراج دلانے کا اعلان نہیں کر سکتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے اگر میں نے ہندوستان کو سَوَراج دلانے کا اعلان کیا تو دوسرا ملک ناراض ہو جائے گا اور وہ کوئی ایسا دعویٰ نہیں کر سکے گا جس سے وہ نیشنل لیڈر بن سکے۔ اس لئے اس کے مقاصد ایسے بھی نہیں ہو سکتے جو کسی خاص قوم کے لئے دلچسپی کا موجب ہو سکیں اور اس طرح قومیت کا رنگ اختیار کر سکیں۔ اور یہ مسلّمہ امر ہے کہ جوش دلانے والی تحریکات صرف وہی ہوتی ہیں جن میں قومیت کا رنگ ہو۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ آؤ ہم مل کر ساری دنیا کے لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیں تو وہ کبھی لوگوں کے اندر اس تحریک سے جوش پیدا نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ آؤ فلاں ملک کو ہم آزاد کرائیں تو فوراً تمام ملک میں جوش پیدا ہو جائے گا۔ سو جوش پیدا کرنے کے لئے قومی لیڈر ہونا ضروری ہے اور یہ چیز جو دنیوی لحاظ سے دلوں کو اپنی طرف کھینچنے والی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میسّر نہیں۔ پھر کبھی ایسی بھی تعلیمات ہوتی ہیں جن کی لوگ مخالفت نہیں کرنا چاہتے اس لئے اگر کوئی ان کے ذریعہ بڑا بننا چاہے تو لوگ کہتے ہیں بن جائے۔ لیکن جب نبی آتے ہیں تو وہ ایسی تعلیم پیش کرتے ہیں جو سب کی مخالفت کو بھڑکا دے۔ وہ نہیں کہتے کہ تم میں یہ بات اچھی ہے فلاں میں وہ بات اچھی ہے آؤ ہم سب اچھی باتوں کو اکٹھا کر کے آپس میں مل جائیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں تم میں یہ عیب ہے فلاں میں یہ عیب ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم سب کی غلطیوں کی اصلاح کروں اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم ہمیشہ دنیا کے اندر جھگڑے کی آگ کو زیادہ بھڑکا دیا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی پر یہ اعتراض ہوتا آیا ہے کہ اُس نے آکر فساد ڈلوا دیا کیونکہ وہ بغیر کسی کی رُو رعایت یا لحاظ کے صاف

الفاظ میں یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں قوم میں یہ غلطی ہے فلاں تعلیم میں یہ نقص ہے فلاں میں یہ عیب ہے اور سچی تعلیم وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اس لئے تمام اقوام ان کی مخالف ہو جاتی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلقات دنیا سے دوستانہ نہیں بلکہ مخالفانہ ہیں۔ اگرچہ نتیجہ تو انجام کار یہی نکلے گا کہ آپ کے ہاتھ پر جمع ہونے کے بغیر دنیا میں صلح نہیں ہو سکے گی کیونکہ تفرقہ کی وجہ یہی ہے کہ سب میں کوئی قدر مشترک نہیں اور آپ کو خدا تعالیٰ نے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ آپ سب کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کا موجب ہو سکیں اور آپ کا وجود اس میں شبہ نہیں کہ دنیا سے فساد کے تمام دروازے مسدود کر دے گا لیکن جب تک دنیا اس معرفت کو جاننے کے لئے تیار نہیں ہوتی آپ کو فسادی ہی کہے گی۔ پس نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قومی لیڈر نہیں بلکہ کسی بھی قوم سے آپ کے تعلقات ایسے نہیں کہ وہ آپ کی مؤید ہو سکے۔ آپ نے ہر قوم کے عیب اور ہر تعلیم کے نقص ظاہر کئے ہیں۔ ایسی صورت میں غور کرنا چاہئے کہ ہماری ذمہ داری کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ جب ساری دنیا سے تعلیم کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہے اور جب کوئی قوم بھی آپ کو اپنا نیشنل لیڈر نہیں سمجھتی تو پھر سوچنا چاہئے کہ دنیا کو منوانا اور آپ کی طرف لانا کتنا مشکل ہے۔ ایک طرف تو مذہبی مخالفت ہے اور دوسری طرف کسی قوم سے قومی وابستگی نہیں۔ پس اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کا جنکی کوئی مخالفت نہیں ہوتی منوانا دقّت طلب ہوتا ہے تو آپ کا منوانا کس قدر مشکل ہو گا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہل جانا آسان ہے' دریاؤں کا اپنی جگہ کو چھوڑ دینا مشکل نہیں لیکن قلوب کا بدل دینا بہت مشکل ہے' سوائے ایک دیوانگی کے' سوائے ایک جنون کے جماعت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہر شخص کو یہ دیوانگی ہو' یہ جنون ہو' یہ تڑپ ہو کہ جس طرح ہو سکے دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلقہ بگوش بنانا اور تمام لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل کرنا ہے۔ جب تک یہ نہ ہو گا یہ کام بھی نہیں ہو گا۔ اپنے اندر یہ جنون پیدا کرو' یہ تڑپ پیدا کرو پھر دیکھو خدا کے فضلوں کے دروازے کس طرح کُھلتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگرچہ یہ کام نہایت ہی مشکل ہے لیکن خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اسے حاصل ہے اس لئے آسان بھی بہت ہے۔ اگر سامان اور تدبیر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس سے زیادہ مشکل کام اور دنیا

میں نہ ہوگا۔ پچھلے دنوں اتحادیوں اور جرمن وغیرہ میں جو لڑائی ہوئی اسے بہت زیادہ خطرناک سمجھا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ کے مقابلہ میں جو ہمیں درپیش ہے اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے دو بچے آپس میں لڑ رہے ہوں۔ اس کا فتح کرنا آسان تھا اور دنیاوی سامانوں کے لحاظ سے یہ بہت مشکل ہے لیکن تقدیر کا فیصلہ ہے کہ یہ ہو کر رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی مشیّت یہی ہے کہ یہ ہو کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا:

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''[1]

پھر فرمایا:

''دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا''[2]

''خدا اسے قبول کرے گا'' کے یہ معنے نہیں کہ آئندہ زمانہ میں قبول کرے گا بلکہ یہ ہیں کہ اسے قبول کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کے دو طریق ہوتے ہیں۔ ایک ابتداء میں جب ظاہری سامان نہیں ہوتے بحیثیت رحمان اور ایک انتہا پر بحیثیت مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ جبکہ وہ آخری فیصلہ کرتا ہے پس اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ اسے تسلیم شُدہ راہنما کے طور پر قبول کرے گا ایک دفعہ وہ اُس وقت قبول کرتا ہے جب کہتا ہے اُٹھ کھڑا ہو اور دنیا کی اصلاح کر۔ اور ایک دفعہ اُس وقت جب کہتا ہے اب میں نے تجھے ان لوگوں پر شاہد بنا دیا اور سب دنیا تیرے جھنڈے تلے آجائے گی۔ پس ایک دفعہ تو اس نے اُس وقت قبول کیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور دوسری دفعہ قبول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُس کی کوششوں کو بارآور کرے گا اور دنیا کو منوا دے گا۔ اور یہ تقدیر خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہو چکی ہے کہ دنیا نے آپ کو ماننا اور ضرور ماننا ہے۔ پس جب ہم ایسے کام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو اس سے زیادہ سہل بھی کوئی نہیں۔ غرض یہ کام اگر ایک جہت سے سب سے زیادہ مشکل ہے تو ایک جہت سے سب سے زیادہ آسان بھی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے جو تقدیریں مقرر کر رکھی ہیں وہ بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ ہیں جو تدبیر سے وابستہ ہیں۔ گو خدا تعالیٰ انسانی تدبیر سے بہت بڑھ چڑھ کر نتائج مترتب کرتا ہے لیکن وہ ہوتے تدبیر کی مناسبت سے ہی ہیں اور ایک وہ جن میں وہ تدبیر سے روکتا ہے۔

انبیاء کی جماعتوں کی ترقی کو اُس نے تدبیر سے وابستہ رکھا ہے اگرچہ نتائج تدبیر کے لحاظ

سے بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن بہرحال جتنی تدبیر ہو اُسی نسبت سے زیادہ ترقی نمایاں ہوتی ہے گویا جہاں یہ کام سہل تھا وہاں اسے ایک اور مشکل سے ملا دیا۔

پس اس کے لئے ہمارے ہر فرد کے اندر جنون ہو کہ لوگوں تک خدا کا کلام پہنچانا ہے تا ان میں تازگی پیدا ہو اور بیداری رہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایسا کرنے کی وجہ سے لوگ تمہیں غیر مہذّب اور ناشائستہ کہیں گے کہ جہاں بیٹھتے ہیں ایک ہی بات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں لیکن خدا کے کام کے لئے اگر غیر مہذّب اور پاگل بھی کہلانا پڑے تو یہ بہت سستا سودا ہے اور درحقیقت جب تک ہم پاگل مجنون نہیں کہلاتے اس کام کو پوری طرح کر بھی نہیں سکتے۔ لوگوں کا ہمیں جاہل' نادان' پاگل' بیوقوف کہنا علامت ہوگی اس امر کی کہ خدا تعالیٰ کا سپرد کیا ہوا کام ہم صحیح طور پر چلا رہے ہیں۔ لیکن اگر دنیا ہمیں عقلمند اور مہذّب کہے گی تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم کام ٹھیک طور پر نہیں کر رہے۔

پس میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جس قدر ہو سکے اشاعت سلسلہ میں کوشش کریں۔ غفلت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ آئندہ نسلیں بھی کمزور ہو جائیں گی۔ جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ میں جوش نہیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں یہ کوئی ایسا فعل نہیں جس کے لئے خاص کوشش کی ضرورت ہو۔ لیکن جب وہ ماں باپ کی طرف سے مجنونانہ کوشش دیکھیں گے تو ان میں بھی اخلاص پیدا ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے اندر سلسلہ کی اشاعت کا سچا جوش پیدا کر دے اور ایسا اخلاص عطا کرے جس کے نتیجہ میں ہم میں سے ہر ایک فرد سلسلہ کو اس طرح ترقی کرتا دیکھ لے کہ اسے یقین ہو جائے یہ سلسلہ دنیا میں ضرور پھیل کر ہی رہے گا۔ آمین

خطبہ ختم کرنے سے پہلے میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے ایک فعل کے متعلق خاص طور پر اظہارِ خوشنودی کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ جمعہ مَیں نے جلسہ سالانہ کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ مدرسہ احمدیہ میں عام طور پر غریب بچے ہی تعلیم پاتے ہیں لیکن انہوں نے بہت جوش سے چندہ میں حصہ لیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ ان کے چندہ کی رقم سَو روپیہ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ جس میں سے پچاس نقد جمع ہو چکے ہیں جو انہوں نے مجھے دے بھی دیئے ہیں۔ اس چندہ میں بعض طلباء نے اپنا جیب خرچ دے دیا اور بعض نے ایسا کیا ہے کہ پانچ طلباء

نے مل کر یہ انتظام کرلیا کہ ہم پانچوں چار کے کھانے پر گذارہ کرلیا کریں گے اور پانچویں حاضری کا خرچ چندہ میں دیدیں گے تا والدین پر بھی خرچ کا بار زیادہ نہ پڑے۔ یہ ایک نہایت ہی دل خوشکن اور راحت و آرام پہنچانے والی بات ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان بچوں کو ایسا اخلاص عطا کرے کہ وہ روحانی اُفق پر ستاروں کی طرح چمکیں اور ہمارے قلوب کی ٹھنڈک کا موجب ہوں۔ آمین۔

(الفضل ۲۹۔نومبر ۱۹۲۹ء)

---

۱ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ ایڈیشن چہارم

۲ تذکرہ صفحہ ۱۰۴۔ ایڈیشن چہارم